الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

گلدستۂ نیّر رح

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

(سلسلہ)

مختاریہ، انوریہ، غوثیہ، رزوقیہ، شکوریہ، ابوالعلائیہ،

چشتیہ، جہانگیریہ، سہروردیہ، قادریہ،

کتاب : گلدستہ نیّر

مرتّبہ : مختار احمد اعوان انوری روفی شکوری

ناشر : طارق محمود اعوان

نظرِ ثانی : محمد اسلم روفی شکوری قادری،
اعوان ٹاؤن لاہور۔

اشاعت اوّل: جون 2004ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید

پڑھ بسم اللہ کر یاد میاں
اس یاد سے ہو آباد میاں
یہ ذکر کرے گا شاد میاں
پڑھ لا الہ الا اللہ

سچا ہے بس معبود خدا
ہر سو ہر جا موجود خدا
ہر دل کا ہے مقصود خدا
پڑھ لا الہ الا اللہ

کیا بات ہے ذاتِ اطہر کی
کیا شان حبیبِ داور کی
شاہی ہے گدائی اس در کی
پڑھ لا الہ الا اللہ

بن مرشد کلمہ چلدا نئیں

بن تیل دے دیوا بلدا نئیں

بن پانیوں بوٹا پھلدا نئیں

پڑھ لا الہ الا اللہ

ایس کلمے دے راز نیارے نیں

ایس ڈبدے بیڑے تارے نیں

سانوں دسیا مرشد پیارے نیں

پڑھ لا الہ الا اللہ

الطافِ شکوری کیا کہنا

اے کیفؔ حضوری کیا کہنا

یہ کلمۂ نوری کیا کہنا

پڑھ لا الہ الا اللہ



پیش لفظ

قبلہ و کعبہ، مرشدی و مولائی، الشاہ محمد عبدالروف نیر ؔ" امین العارفین"، سجادہ نشین دربارِ عالیہ شکوریہ بمقام جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور کا وصال مئی 1968ء میں ہوا۔ آپ اپنے والد محترم الشاہ محمد عبدالشکور "تاج الاولیاء" کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ اپنے آپ کو پیر و مرشد کی یاد میں کھو چکے تھے۔ قلیل عرصہ 13 سال میں آپ نے تبلیغ و ترویج کے لئے شب و روز محنت کی۔ یہ آپ کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے کہ سلسلہ عالیہ کی دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوئی۔

آپ شاعر بھی تھے۔ شاعری سے لگاؤ آپ کے اس کلام سے عیاں ہے جو نعتوں، غزلوں اور منقبتوں کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے۔

بزرگوں سے عقیدت اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق آپ کے کلام سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

آمین ثم آمین

مختار احمد اعوان انوری رؤفی شکوری قادری

قبلہ وکعبہ ''امین العارفین'' کا وصال

تقریباً 13 سال دربارِ عالیہ شکوریہ قادریہ گارڈن ٹاؤن لاہور سے بحیثیت سجادہ نشین عام وعوام اور خاص وخواص کو دعوتِ حق دیتے ہوئے مورخہ 29 مئی 1968ء بمطابق یکم ربیع الاول ۱۳۸۸ھ بروز چہار شنبہ حضرت قبلہ وکعبہ الشاہ محمد عبدالرؤف نیر نور اللہ مرقدہٗ ''امین العارفین'' الخطاب بخطاب الغیبی وصال فرما گئے۔ آپ کو متذکرہ خانقاہ میں اپنے پیر ومرشد ''تاج الاولیاء'' الخطاب بخطاب الغیبی کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا۔ حضرت قبلہ وکعبہ کی آخری غزل کا یہ شعر لفظ بلفظ صادق آیا۔

الفت میں ہے ضروری مطلق رہے نہ دوری
ہو جاؤں جذب میں بھی کاش ان کے سنگ در میں

حضرت قبلہ کی یہ آرزو پوری ہوئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ.

اَنۡتَ مَعَ من اَحۡبَبۡتُ اَلۡمَرۡءُ مَعَ مَنۡ اَحَبَّ.

ترجمہ: فرمایا حضور صلعم نے تو ان کے ساتھ رہے گا جن کے ساتھ تیری محبت ہے۔

برموقع وصال مبارک

نیّرِ دیں رہنمائے سالکاں جاتا رہا
کارواں باقی ہے میرِ کارواں جاتا رہا

آہ! علم دین کا اک رازداں جاتا رہا
ملّتِ اسلامیہ کا پاسباں جاتا رہا

اہل دل کا پیشوا، اہل وفا کا رہنما
باعث تسکین آزردہ دلاں جاتا رہا

جس کی خوشبو سے معطر تھا دماغِ زندگی
وہ وجودِ حق نما، معجز بیاں جاتا رہا

جس کی تابانی سے معطر تھا محبت کا چراغ
کاش وہ مہرِ منور، ناگہاں جاتا رہا

گلشن معنی کے گل خاموش، کلیاں سوگوار
وائے ناکامی چمن کا نگہباں جاتا رہا

میکدے پر چھا گئیں تاریکیاں مایوسیاں
بادہ کش حیرت میں ہیں، پیرِ مغاں جاتا رہا

آنکھ روتی ہے نظر وہ غمگسار آتا نہیں
دل تڑپتا ہے کہ کیسا مہرباں جاتا رہا

غیر ممکن ہے کہ یہ خالی جگہ پُر ہو سکے
واقعہ یہ ہے کہ یکتائے زماں جاتا رہا

راستہ دشوار، منزل دور، دنیا راہزن
کارواں کی خیر، میرِ کارواں جاتا رہا

مختارؔ اب کیسے دکھی دل کو میرے آئے قرار
دل کا محرم، جان کا آرامِ جاں جاتا رہا

نوٹ: اب میں حضرت قبلہؒ کی نعتیں، منقبتیں اور غزلیات سپردِ قلم کرتا ہوں۔

☆☆☆

1۔ نعت شریف

سب پہ ہے عیاں جلوۂ عرفانِ محمدؐ
کیا کوئی کرے وصف غلامانِ محمدؐ

دنیا کی حسرت ہے نہ جنت کی تمنا
بس محو محمدؐ ہیں غلامانِ محمدؐ

یہ داورِ محشر کا ہے اعلان سراسر
بخشوں گا انہیں جو ہیں غلامانِ محمدؐ

تھے تخت نشیں بھی، محافظ وہی دیں کے
گزرے ہیں ایسے بہت غلامانِ محمدؐ

یہ حکم ہے روکے نہ انہیں خلد کا درباں
اس باغ کے مالک ہیں غلامانِ محمدؐ

ذرے کو بنا دیتے ہیں خورشید وہ نیّرؔ
دیکھے تو کوئی فیض غلامانِ محمدؐ

☆☆☆

2۔ نعت شریف

بھنور سے مجھے بھی نکالو محمدؐ
بچا لو، بچا لو، بچا لو محمدؐ

قدم ڈگمگانے لگے بحرِ غم میں
سنبھالو، سنبھالو، سنبھالو محمدؐ

مجھے بھی سرِ حشر کملی میں اپنی
چھپا لو، چھپا لو، چھپا لو محمدؐ

بھکاری ہوں میں بھی مجھے اپنے در سے
نہ ٹالو، نہ ٹالو، نہ ٹالو محمدؐ

کہیں آس پاس اپنے در کے مجھے بھی
بسا لو، بسا لو، بسا لو محمدؐ

برا ہوں مگر میں ہوں آخر تمہارا
نبھا لو، نبھا لو، نبھا لو محمدؐ

درِ پاک پر اپنے نیّرؔ کو جلدی
بلا لو، بلا لو، بلا لو محمدؐ

3۔ نعت شریف

آپ حق کے رازداں سلطان ختم المرسلین
آپ بحرِ بیکراں سلطان ختم المرسلین

زینتِ ہر دو جہاں سلطان ختم المرسلین
جلوۂ کون و مکاں سلطان ختم المرسلین

آپ کا جو حکم ہے اللہ کا فرمان ہے
آپ ہیں سرِ نہاں سلطان ختم المرسلین

حشر میں ہے آپ کے ہاتھوں گنہگاروں کی لاج
پردہ پوشِ این و آں سلطان ختم المرسلین

آپ کے زیرِ نگیں ہیں آپ کے زیرِ قدم
یہ زمیں وہ آسماں سلطان ختم المرسلین

بے سہاروں کے سہارے مالک دنیا و دیں
چارہ سازِ بیکساں سلطان ختم المرسلین

آپ جیسا کون ہے، کوئی نہیں کوئی نہیں
آپ کا ثانی کہاں سلطان ختم المرسلین

ہو چکا روزِ ازل سے آپ کے در کا غلام
جائے گا نیرؔ کہاں سلطان ختم المرسلین

4۔ نعت شریف

اے ماہِ عرب، اے ختمِ رسل، اک جلوہ تمہارا کافی ہے
مشتاق تجلی کے حق میں اتنا ہی اشارہ کافی ہے
اتنا جو سہارا مل جائے، اتنا ہی سہارا کافی ہے
حضرت کی نگاہِ کامل کا ہلکا سا اشارہ کافی ہے
ہونے کو ہزاروں جلوے ہیں کونین کی محفل میں لیکن
مجنونِ تجلی کو ان کے بس ان کا نظارہ کافی ہے
اس در کی نوازش کے صدقے، اس در کی گدائی ہے شاہی
ہم کو تو فقط اے شاہِ امم یہ در ہی تمہارا کافی ہے
دربارِ سخی میں حاضر ہوں، مجھ پر بھی کرم ہو جائے گا
تھوڑی سی توجہ بھی ہے بہت، ادنیٰ سا اشارہ کافی ہے
اس چشمِ عطا کے میں قرباں اک دردِ مکمل بخش دیا
دنیائے طلب میں اے نیرؔ جینے کا سہارا کافی ہے

5۔ نعت شریف

(نصیر الدین نصیر گولڑہ شریف)

اب تنگیِ داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
ہیں آج وہ مائل بہ عطا اور بھی کچھ مانگ

ہرچند کہ آقا نے بھرا ہے میرا کشکول
کم ظرف نہ بن، ہاتھ بڑھا اور بھی کچھ مانگ

جن لوگوں کو یہ شک ہے کرم ان کا ہے محدود
ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ

سرکارِ مدینہ کی زیارت کی دعا کر
جنت کی طلب چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ

پہنچا ہے اس در پہ رہ رہ کے نصیر آج
آواز پہ آواز لگا، اور بھی کچھ مانگ



حضرت قبلہ کے پسندیدہ اشعار

دل میں اگر برنگ عشق یادِ محمدیؐ نہیں
نام کی ہے وہ زندگی، کام کی زندگی نہیں
حاصلِ کن فکاں کہیں، زینتِ لا مکاں کبھی
عقل جسے سمجھ سکے شانِ محمدیؐ نہیں
ماہِ عرب کے ہجر میں ہائے رے تیرہ بختیاں
شب تو خیر شب ہے دن میں بھی روشنی نہیں
ان کے حریم خاص میں کیا تجھے آج ہو گیا
سر بھی ہے، سنگِ در بھی ہے، ہمّتِ بندگی، نہیں
لب پہ نبی کا نام ہو، نزع کا اہتمام ہو
ایسے مزے کی موت میں، حسرتِ زندگی نہیں

محشر میں گنہگار کی اب کس پہ نظر جائے
دامن کو تیرے چھوڑ کے، جائے تو کدھر جائے
سرکار گنہگار کی دیکھیں نہ خطائیں
رحمت کا تقاضا ہے کہ رحمت پہ نظر جائے

دونوں عالم کا تجھے مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لے جن کا محمدؐ نام ہے

وہ جہان میں غنی ہے، وہی دین کا دھنی ہے
جو ہر آرزوئے دل کو تیری یاد میں مٹا دے

مجھے شوق سے مٹا دے مجھے اس کا غم نہیں ہے
تیری یاد مٹ نہ جائے جو دل میں آ بسی ہے

بہت مشکل ہے انساں کی سمجھ میں آ نہیں سکتا
کوئی اس کالی کملی والے کی حقیقت پا نہیں سکتا
بدل ڈالیں محمدؐ نے زمانے بھر کی تقدیریں
بھکاری ان کے دروازے سے خالی جا نہیں سکتا

مدینے کے گدا دیکھے دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمدؐ کے غلام اکثر

تمہارا نام لیوا، یا شہ ابرار میں بھی ہوں
کرم مجھ پر بھی فرمانا کہ اک لاچار میں بھی ہوں
سنا ہے یوں تیری رحمت گنہگاروں کا حصہ ہے
میرا حصہ مجھے دیجئے کہ عصیاں کار میں بھی ہوں

جو لوگ دل میں عشق محمدؐ بسا لیتے ہیں
قسم خدا کی وہ لوگ خدا کی خدائی پا لیتے ہیں

اے دل تو اس گلی میں پامالِ ناز ہو جا
محمود بھی بنے گا پہلے ایاز ہو جا
فطرت کوئی نتیجہ خود ہی نکال لے گی
دل نذرِ ناز کر دے، اور بے نیاز ہو جا

جو چیز بنی ہے دنیا میں احمدِؐ مختار کی خاطر
اللہ پہ روشن ہے کہ اللہ کے گھر سے

لایا ہوں میں آنکھیں تیرے دیدار کی خاطر

مے خانۂ وحدت سے یہ کھاتی ہوئی چکر

مے آئی ہے کسی مے خوار کی خاطر

غم نہیں زمانہ اگر مجھ سے ناشاد ہے

ان کا دامانِ کرم سر پہ ہمیشہ چاہئے

غمِ دل کی زندگی بھی ہے انہیں کی ایک عنایت

وہ نوازتے ہیں پہلے غم دل کے امتحاں سے

سر بزمِ تاب جلوہ، انہیں سے طلب کروں گا

جو الجھ پڑی تجلی میری چشم ناتواں سے

تیری جستجو میں جینا، تیری آرزو میں مرنا

یہی مشغلہ ہے میرا، مجھے کیا غرض جہاں سے

تیرے بغیر ساقیا لذتِ مے کشی نہیں

روح میں تازگی نہیں، دل میں شگفتگی نہیں

تیرے حضور آئے ہیں رحم کی بھیک مانگنے

ٹوٹے دلوں کا آسرا، تیرے سوا کوئی نہیں

مٹ جا کسی کے عشق میں تیرا مقام ہے یہی

حسن کی بارگاہ میں جلووں کی کچھ کمی نہیں

عشق میں شکوہ کفر ہے اور التجا حرام

توڑ دے کاسۂ مراد، عشق گداگری نہیں

سر بکف، خستہ جگر، جانباز ہونا چاہیے

تیرے دیوانے کا یہ انداز ہونا چاہیے

منزلِ جاناں کی دوری تو کوئی دوری نہیں

سر میں سودائے حریم ناز ہونا چاہیے

روشن از حسن جمالش عالم امکانِ ما

یک نگاہِ نازِ جانا، قیمتِ ایمانِ ما

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

صد کتاب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

پیر را بگزیں کہ بے پیر
ایں راہ است، پر آفت و خوف و خطر

اک غم جو مجھے عطا کیا مجھے اس پر فخر ہزار ہے
للّٰہ غم نہ مجھ سے چھینیئے، میں نے تجھ سے راہِ خدا لیا

علامہ اقبال نے مندرجہ ذیل شعر اپنے وصال کے روز پڑھے:

تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش لگائے خدا اور بجھائے محمدؐ
تعجب کی جا ہے کہ فردوسِ اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے محمدؐ

روزِ قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہٗ
من نیز حاضر می شوم تصویرِ جاناں در بغل

حسینوں میں حسیں یوسف اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے
وہ مطلوبِ زلیخا تھے، وہ محبوبِ خدا ٹھہرے
مگر عرشِ معلیٰ پر محمدؐ مصطفیٰ ٹھہرے

نہ دل پھولوں پہ مائل ہے نہ کانٹوں سے قدم خائف
گلستاں اور صحرا سب مجھے یکساں ہیں وحشت میں
وہ غیروں سے مخاطب ہیں ابھی خاموش اے نیر
انہیں فرصت نہیں، باتیں ہوا کرتی ہیں فرصت میں

ہو گیا وہ سرمدی، سرمستیوں سے فیض یاب
سونگھ لی جس نے ذرا سی بوئے تاج الاولیاء

الجھنوں میں پڑ گیا نیرؔ دلِ مغموم جب
سایہ افگن ہو گئے گیسوئے تاج الاولیاء

یادِ او سرمایۂ ایماں بود
ہر گدا از یادِ او سلطاں بود

فکرِ عقبیٰ کر کے ناحق وقت کیوں ضائع کریں
اُن کو خود ہی لاج ہو گی جن کے کہلاتے ہیں ہم

1۔ منقبت

دیوانہ ہوں، لیکن ہوں طلبگارِ محمدؐ

دھن لے چلی مجھے سرِ دربارِ محمدؐ

طیبہ کی اسے دھن، اسے جلووں کی تمنا

دل ہو کہ نظر، دونوں ہیں بیمارِ محمدؐ

دربارِ شکوری میں پہنچ ہو گئی نیرؔ

پہنچیں گے یہیں سے سرِ دربارِ محمدؐ

2۔ منقبت

جسے تیرے کوچے کی نسبت ملی ہے

اسے نعمتِ باغِ جنّت ملی ہے

مجھے جب سے تم نے بنایا ہے اپنا

میرے دل کو ہر غم سے فرصت ملی ہے

زمانے کو ہے رشک قسمت پہ میری

زمانے میں مجھ کو وہ قسمت ملی ہے

بنائے گی محشر میں بگڑی ہماری

تمہاری جو ہم کو یہ نسبت ملی ہے

ملا در رضا کا بلطفِ شکوری

یہ دولت انہی کی بدولت ملی ہے

تیرے سنگ در پہ ہے قربان ہر دم

بہت خوب نیرؔ کو قسمت ملی ہے

3۔ منقبت

ایسی صورت میں بھی وہ کیوں مجھ سے بیگانہ رہے

میرے افسانے میں شامل اس کا افسانہ رہے

دیدۂ کونین میں اس کی کوئی قیمت نہیں

جو مذاقِ عشق کی دولت سے بیگانہ رہے

بزمِ اہلِ دل کے یہ جانچے تلے آئین ہیں

ان کی باتیں، ان کا قصہ، ان کا افسانہ رہے

محرمِ اسرار کہلائے گا دنیا میں وہی
وہ بڑا ہوشیار ہے جو تیرا دیوانہ رہے
خلق میں ہیں وہ ہمیں دیوانگانِ ذوق و شوق
حشر تک سب کی زباں پر جن کا افسانہ رہے
ساقی مے خانہ آمادہ ہے فیضِ عام پر
بے تکلّف آج شب یہ جامِ پیمانہ رہے
یار کے جلوے رہیں نیّرؔ دلِ تاریک میں
یار کے جلووں سے روشن یہ سیاہ خانہ رہے

4۔ منقبت

اٹھو، اپنا دامن مرادوں سے بھر لو
کھلا ہے وہ بابِ سخائے شکوری
قیامت میں وہ بخشے جائیں گے سارے
اٹھیں گے جو زیرِ لوائے شکوری

کٹی زندگی اپنی بے فکریوں میں
ملیں راحتیں زیرِ پائے شکوری

نگاہوں کا مرکز لقائے شکوری
دلوں کی تمنا ضیائے شکوری

میری دسترس کا مقدر تو دیکھو
میرے ہاتھ میں ہے، ردائے شکوری

کہاں سے کہاں اہل دل سن رہے ہیں
بہت دور رس ہے نوائے شکوری

بھرو جھولیاں یہ کرم کے ہیں موتی
برستا ہے ابرِ سخائے شکوری

ڈرائے گی کیا راہِ منزل میں ظلمت
میری ہم سفر ہے ضیائے شکوری

یہ ایماں ہے میرا کہ محشر میں نیر
میرے سر پہ ہوگی ردائے شکوری

5۔ منقبت

مجھے تکتے ہیں بحیرت ماہ و مہر آسماں سے
ہے جبیں میری مزین تیری خاکِ آستاں سے
وہ لگاؤ ہے مجھے تیرے سنگِ آستاں سے
نہ اٹھاؤں گا کبھی سر، نہ اٹھوں گا میں یہاں سے
تیری جستجو میں جینا، تیری آرزو میں مرنا
یہی مشغلہ ہے میرا، مجھے کیا غرض جہاں سے
وہ تابِ دید مجھ کو سرِ بزم بخش دیں گے
جو الجھ پڑی تجلی میری چشم ناتواں سے
غم دل کی زندگی بھی ہے انہیں کی اک عنایت
وہ نوازتے ہیں پہلے غمِ دل کے امتحان سے
نہیں گرتے سرخ آنسو میری چشم خوں فشاں سے
غم درد کہہ رہا ہوں غمِ درد کی زباں سے
وہ طریقِ بندگی میں ابھی خام ہے سراسر
نہیں جس کے سر کو نسبت، تیرے سنگِ آستاں سے

اسے ہو سکے گا حاصل نہ شعورِ راہ و منزل
وہ بھٹک رہا ہے راہی جو الگ ہے کارواں سے
نہ شکایتِ تغافل نہ حکایتِ تامل
یہ حجاب اٹھ چکے ہیں میرے ان کے درمیاں سے
جسے کھینچ کر مقدر تیری ٹھوکروں میں لایا
وہ نکل گیا مسافر غمِ گردشِ جہاں سے
نہیں کوئی ایسا امکاں کہ جدا کبھی ہو نیّرؔ
وہ ہے ربط خاص حاصل تیرے سنگ آستاں سے

6۔ منقبت

ہنگامِ رقم کا کیا کہنا، رفتارِ قلم کا کیا کہنا
تحریرِ اہم کا کیا کہنا، تقدیرِ امم کا کیا کہنا
بس ان کے کرم کا کیا کہنا، بس ان کے کرم کا کیا کہنا
پرنورلقا کے میں صدقے، تنویرِ ادا کے میں صدقے
تعلیم رضا کے میں صدقے، مرشد کی عطا کے میں صدقے
بس ان کے کرم کا کیا کہنا، بس ان کے کرم کا کیا کہنا

طوفان کا خطرہ باطل ہے، ہر موج بشکل ساحل ہے

دل محو یقین کامل ہے کشتی کو کنارہ حاصل ہے

بس ان کے کرم کا کیا کہنا، بس ان کے کرم کا کیا کہنا

تھی ایک نظر کتنی کامل، دنیا میں ہوئی عقبیٰ حاصل

آسان بنا دی ہر مشکل، نیرؔ کو ملا ہے دردِ دل

بس ان کے کرم کا کیا کہنا، بس ان کے کرم کا کیا کہنا

7۔ منقبت

بہ نگاہِ لطف ساقی مے حق نما پلا دے

میری روح کو جگا دے، میرے دل کو جگمگا دے

نہیں کھیل ان کی نسبت، کہ ہے دردِ دل بقسمت

جسے یہ لگن عطا ہو، جسے یہ تڑپ خدا دے

مرے مالک دل و جاں، نہیں اور کوئی ارماں

مجھے بخش کر غمِ دل میری زندگی بنا دے

عجب اک نظر ہے ان کی، ہے اس میں طرفہ شوخی

جسے چاہے وہ رلا دے، جسے چاہے وہ ہنسا دے

نہ خودی رہے نمایاں، نہ ہوں بیخودی کے ساماں

مجھے یوں پلا دے ساقی، مجھے اس قدر جھکا دے

وہی اس کی زندگی ہے، وہی اس کی بندگی ہے

تجھے یاد کرنے والا، تیری یاد کیوں بھلا دے

وہ حیاتِ سرمدی کا نظر آئے اک سراپا

جو تمہارا نام لے کر کوئی اپنے کو مٹا دے

جو حجاب میں ہیں باقی، جو چھپی ہوئی ہیں ساقی

میری چشم آرزو کو وہ تجلّیاں دکھا دے

بخدا جہاں میں نیرؔ نہیں منحصر تجھی پر

جسے وہ نگاہ چاہے، اسے چرخ پر اڑا دے

8۔ منقبت

جس کی جبیں جھکی تیری الفت کی راہ میں
وہ سربلند ہو کے رہا ہر نگاہ میں

مایوس کب ہوا کوئی اس بارگاہ میں
الطاف کی کمی نہیں دربارِ شاہ میں

دل کو بنا گئے طور وہ اک نگاہ میں
بجلی نہاں تھی چشمِ حقیقت پناہ میں

روزِ جزا سب اشک ندامت نے دھو دیئے
جتنے گناہ تھے میری فردِ گناہ میں

دنیا کے پیچ و خم سے وہ آزاد ہو گئے
جن کو پناہ ملی تیری پناہ میں

دنیا بدل گئی میرے دل کی خدا گواہ
پنہاں وہ انقلاب تھا ان کی نگاہ میں

آنکھوں کو نور مل گیا، دل کو سرورِ دل

کیا اور چاہئے مجھے اس جلوہ گاہ میں
بس اے نشانِ منزلِ مقصود مل گیا

جو مٹ گیا تمہاری محبت کی راہ میں
دنیائے حسن میں کوئی تم سا حسیں نہیں

اب کیا سمائے کوئی ہماری نگاہ میں
کیا حال ہم بتائیں طلسم حیات کا

بھٹکے تمام عمر سپید و سیاہ میں
مقبول بارگاہِ رضا میں شاہِ شکور

حضرت نے ان کو تولا ہے اپنی نگاہ میں
پیش نگاہ ان کا جلال و جمال ہے

میری رسائی ہو گئی دربارِ شاہ میں
ان کے لئے پناہ میسر نہیں کوئی

منزل سے ہٹ گئے جو دنیا کی چاہ میں
باقی رہا وہی جو فنا فی الوفاء ہوا

قائم ہیں ایسے نقش محبت کی راہ میں

دیکھے زمانہ سب کو ہماری نگاہ سے

اپنے پرائے سب ہیں ہماری نگاہ میں

دنیا کی گردشوں سے اسے واسطہ نہیں

نیّرؔ ہے باریاب تیری بارگاہ میں

9۔ منقبت

میری قسمت جلوۂ دیدارِ تاج الاولیاء

میرا حصہ خدمتِ دربارِ تاج الاولیاء

دونوں عالم کی تجلی دیکھتا رہتا ہوں

دولتِ دارین ہے دیدارِ تاج الاولیاء

اضطرابِ دل کی قیمت میرے دل سے پوچھئے

ہر تڑپ میں ہے نہاں آزارِ تاج الاولیاء

دولت عرفانِ حق سے اس کی جھولی بھر گئی

آ گیا جو بر سرِ دربارِ تاج الاولیاء

کب جہانِ ذوق میں حق بیں نگاہوں سے چھپے
حق نما، حق آشنا، اسرارِ تاج الاولیاء

محفل عالم میں ہر سو ہے زبانِ خلق پر
گفتگوئے لذتِ گفتارِ تاج الاولیاء

کر گیا بیدار اس دنیا میں لاکھوں کے نصیب
ایک فیض جذبۂ بیدار تاج الاولیاء

دونوں عالم میں بصارت اس کو حاصل ہو گئی
جس کی نظریں ہو گئیں بیمارِ تاج الاولیاء

چرخ کی گردش مبارک چرخ پر خورشید کو
عرش ہے نیر مجھے دربارِ تاج الاولیاء

10۔ منقبت

دل بنا آماجگاہِ اُلفتِ شاہِ شکورؒ
ہے اس آئینے کی زینت صورتِ شاہِ شکورؒ

اس کے حصے میں نظر آئی متاعِ دو جہاں
ہو گئی جس کا مقدر خدمتِ شاہِ شکورؒ

پوچھنے بیٹھی ہے دنیا، مجھ سے میرا حال کیا
رات دن تڑپا رہی ہے فرقتِ شاہِ شکورؒ

اُس طرف ہی رحمتوں کی بارشیں ہونے لگیں
جس طرف اٹھی نگاہِ رحمت شاہِ شکورؒ

ہادیٔ راہِ طریقت، رہبر راہِ سلوک
میرے آقا، میرے مولا، حضرت شاہِ شکورؒ

ڈھونڈنے والوں نے پایا فیض عرفانِ رضا
لوٹنے والوں نے لوٹی دولت شاہِ شکورؒ

ہند میں بھی ذکر ان کا، سندھ میں بھی تذکرے
شرق سے تا غرب پہنچی شہرتِ شاہِ شکورؒ

ضرب الا اللہ کے انداز میں باطل شکن
فیضِ قدرت کی عطا ہے، قوتِ شاہِ شکورؒ

قبلہ دل، کعبہ جاں ہے یہی نیر مجھے
کرتا رہتا ہوں طوافِ تربتِ شاہِ شکور

1۔ غزل

مجھے بے خودی نہ کیوں ہو، دمِ سجدہ آستاں پر
تیرا حسن ہے نظر میں، تیرا نام ہے زباں پر

مجھے ذوقِ بندگی نے یہ سبق پڑھا دیا ہے
میرا سر جھکا رہے، تیرے سنگ آستاں پر

یہ ہزار ادب ہے لازم اسی رخ پہ سجدہ کرنا
وہیں کعبہ نظر ہے، تمہیں دیکھ لیں جہاں پر

تمہیں کس لئے نہ چاہوں، تمہیں کس لئے بھلا دوں
تیری آرزو ہے دل میں، ترا تذکرہ زباں پر

یہ نگاہِ لطف دیکھو کہ عتاب کی نظر سے
تمہیں اختیارِ کلی ہے، میرے قلب ناتواں پر

یہ کمال مجھ میں نیرؔ عمر بھر نہ ہوتا
مجھے اک نگاہ ان کی، اڑی لے کے آسماں پر

2۔ غزل

تیرے در پہ سجدے کیے جا رہا ہوں
مقدر سے میں یوں جیے جا رہا ہوں

نگاہوں سے ساقی کی دن رات میں بھی
شرابِ حقیقت پیے جا رہا ہوں

جمالِ شکوری ہے جانِ تصور
اُدھر ہی توجہ کیے جا رہا ہوں

تمہاری محبت کا مجرم ہوں میں بھی
یہ بخشش کا ساماں کیے جا رہا ہوں

نہ جائے یہ کہتا کوئی آج ساقی
کہ محفل سے میں بے پیے جا رہا ہوں

نوازیں گے مجھ کو کرم سے وہ نیرؔ
اس امید پر میں جیے جا رہا ہوں

3۔ غزل

ہر طرف حسنِ شکوری تا بہ امکاں دیکھئے
دیکھئے موجوں پہ موج، بحرِ عرفاں دیکھئے
سامنے ہے رات دن وہ روئے تاباں دیکھئے
ہو گئے ہیں دیدہ و دل، جلوہ ساماں دیکھئے
یہ جہانگیری تجلی اور فیضانِ رضا
بوالعلائی رنگ ہے کیا کیا نمایاں دیکھئے
اک نگاہِ خاص ان کی بن گئی دریائے نور
موجزن ہے میرے دل میں حسن عرفاں دیکھئے
دل کے داغوں کو درخشاں کر گیا ان کا جمال
میرے اس چھوٹے سے گھر میں یہ چراغاں دیکھئے
ان کے اک فیضِ تبسم نے مٹائے دل کے غم
بن گئی موجِ سکوں، ہر موجِ دل وفا دیکھئے
جب سے ہے میری جبیں اس آستاں پر جلوہ ریز
مل گئی مجھ کو بھی تقدیرِ سلیماں دیکھئے

اے زہے حسن کرم مجھ پر عنایت کب نہیں
دل کے آئینے میں وہ رہتے ہیں مہماں دیکھئے
جلوہ کونین سے بخشی اسے تابندگی
نیرؔ ناچیز پر یہ ان کا احساں دیکھئے

4۔غزل

پھر رہا تھا مارا مارا، اس کو بھولوں کس طرح
مل گیا ہے در تمہارا اِس کو بھُولوں کس طرح
میرے ملجا، میرے ماوا، میرے آقا ہیں یہی
مجھ کو بخشا ہے سہارا، اس کو بھولوں کس طرح
آج دنیا میں درِ شاہِ رضا ہے بالیقیں
بے سہاروں کا سہارا، اس کو بھولوں کس طرح
اٹھ کے جاؤں آپ کے در سے کہاں میں بے نوا
ہے اسی در پہ گزارا، اس کو بھولوں کس طرح
اللہ اللہ اک نگاہِ کرم کا حسنِ کرم
میری ہستی کو نکھارا، اس کو بھولوں کس طرح

در بر شاہِ رضا ہوں، بر در شاہِ شکور

مل گیا نیرؔ کو سہارا، اس کو بھولوں کس طرح

5۔ غزل

میرے آقا و مولا ہو، مئے عرفاں تمہیں تو ہو

تسکین چشم و قلب کا ساماں تمہیں تو ہو

آنکھوں کا چین دل کی تمنا تمہیں تو ہو

قائم ہے جس سے زیست وہ ساماں تمہیں تو ہو

عاصی ہوں، پُرخطا ہوں، مگر تمہارا ہوں

مقبول چشم رحمتِ یزداں تمہیں تو ہو

جھکتی ہیں سرکشوں کی جہاں آ کر گردنیں

وہ قطب وقت خواجۂ دوراں تمہیں تو ہو

نیرؔ کو ہو تمہیں پر بھروسہ نہ کس لئے

اس عاجز و غریب کے پُرساں تمہیں تو ہو

6۔ غزل

یہاں یوں انجمن میں ان سے دل کی آرزو ہوگی
نگاہیں با ادب ہوں گی، لبوں پر گفتگو ہوگی

حرم ہو، دیر ہو، کوئی جگہ ہو، ہم کہیں پر ہوں
تمہاری آرزو ہوگی، تمہاری آرزو ہوگی

اسی کی خاک سے جھلکے گا رنگ جلوۂ عرفاں
فنا جو تجھ میں ہو جائے، اسی میں تیری بو ہوگی

ہمیں وابستگی حاصل ہے اس محبوبِ کامل سے
ہماری نامیدی بھی، کمالِ آرزو ہوگی

مناسب ہے کہ تم پردہ الٹ دو چہرے سے ورنہ
سرِ محشر بھی توہین نگاہِ جستجو ہوگی

جسے تیری نظر کی ہنس کر جلا دیں گی
اسی آئینۂ دل کو میسر آبرو ہوگی

جھٹک دیں گے نقابِ رخ جو وہ آ کر گلستاں میں
فنا ہو جائے گی شبنم، صبا بے آبرو ہوگی

حقیقت غنچہ و گل کی وہ کیا سمجھے گا اے نیّرؔ
نظر جس کی گلستاں میں فدائے رنگ و بو ہوگی

7۔غزل

محبت میں ہوا مایوس دل انجام سے پہلے
تھکا جاتا ہے یہ تنہا مسافر شام سے پہلے

خدا حافظ ہے ان بھولے اسیروں کا گلستاں میں
رہائی مل گئی جن کو شکست دام سے پہلے

کہاں کی شام، کیسی شب، تم آ کر دیکھ بھی جاؤ
خدا جانے کہاں بیمارِ غم ہو شام سے پہلے

فروزاں ہے جبین آرزو پر داغِ ناکامی
ہماری شام روشن ہے چراغِ شام سے پہلے

خدا اول، خدا آخر، خدا ہے بس خدا نیّرؔ
بتاؤ نام کس کا ہے خدا کے نام سے پہلے

8۔ غزل

زندگی مرہونِ تسلیم و رضا ہم سے ہوئی
اس جہاں میں بندگی کی ابتدا ہم سے ہوئی
ان کرم پرور نگاہوں نے کئے سو سو کرم
زندگی بھر ہر قدم پر اک خطا ہم سے ہوئی
ہم سے گھبراتے رہے عہدِ جنوں میں حادثات
ہم وہ دیوانے ہیں خائف ہر بلا ہم سے ہوئی
خون کے چھینٹوں سے آخر ہم نے لکھے واقعات
یوں مکمل غم میں رودادِ وفا ہم سے ہوئی
ان کو نیرؔ احتیاطاً ملتفت ہونا پڑا
ایسی لغزش انجمن میں بارہا ہم سے ہوئی

9۔ غزل

پنہاں نہ رہ سکیں گے وہ مجھ سے بحر و بر میں
جلوے سمیٹ لوں گا میں دامنِ نظر میں

ہنگامہ ڈھل رہا ہے، طوفاں مچل رہا ہے
آنسو لرز رہے ہیں آغوشِ چشم تر میں

عمرت دراز ساقی، حسرت رہے نہ باقی
ایسی شرابِ جلوہ بھر دے میری نظر میں

الفت میں ہے ضروری، مطلق رہے نہ دوری
ہو جاؤں جذب میں بھی، کاش ان کے سنگ در میں

بیدار آرزو ہے، معمول جستجو ہے
ہر دم ہیں ان کے جلوے رقصاں میری نظر میں

بے تاب وہ بنا دے یا بے بدل جلا دے
تقدیرِ شیشہ دل ہے، دستِ شیشہ گر میں

جب تک نہ پھر دوبارہ ہوگا تیرا نظارہ
حسرت رہے گی دل میں، سودا رہے گا سر میں

وہ کیسے مہرباں ہیں وہ ایسے مہرباں ہیں
قسمت میری جگا دی، اک جنبشِ نظر میں

پھولوں کی بزم حیراں، شبنم کے اشک لرزاں
فطرت ہے جلوہ ساماں آئینۂ سحر میں

یہ ربط، یہ تعلق، یہ قرب، یہ تفوق
اللہ کے ہیں بندے اللہ کی نظر میں
یہ دو طرح کے منظر کیا کہیے کیا کہیں نیرؔ
نیرنگیاں ہیں پنہاں ہر شام ہر سحر میں

10۔ غزل

(از محمد یوسف روؔفی شکوری)

زمانے کی نظر میں دیدۂ بیدار ہے نیرؔ
حقیقت میں شبیہِ حیدر کرار ہے نیرؔ
شنہشاہِ عمل ہے، دین کا سالار ہے نیرؔ
بفیض رحمت حق، چشمۂ انوار ہے نیرؔ
"امین العارفین" ہے، مخزنِ اسرار ہے نیرؔ
میرا آقا، میرا مالک، میری سرکار ہے نیرؔ
شکوری سلسلہ ان کی تجلیات کا مرکز
کہ دین احمدؐ مختار کا مختار ہے نیرؔ

میرے آقا کا ثانی کون ہوگا اس زمانے میں

کہ مظہر شانِ قلب عابدِ بیمار ہے نیرؔ

غریبوں پر سدا لطف و کرم کرنا عمل ان کا

یتیموں بیکسوں اور بیواؤں کا غمخوار ہے نیرؔ

کھلے ہیں پھول، خوشبو سے معطر ہے جہاں سارا

جہانِ آدمیت کا گل و گلزار ہے نیرؔ

منور کر دیا ہے ذرے ذرے کو تجلی سے

کہ تشکیلِ وفا میں نور کا شاہکار ہے نیرؔ

لکھی ہے دست قدرت نے جہانگیری جہانبانی

ہے یوسف کا یہ ایماں، دین کا سردار ہے نیرؔ

1۔ سلام

(بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم)

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ دائم درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولا کے ان پر کروڑوں درود

ان کے اصحابِ عترت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

2۔ سلام

(بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم)

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

رحمتوں کے تاج والے، دو جہاں کے راج والے

عرش کی معراج والے، عاصیوں کی لاج والے

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

بخش دو جو چیز چاہو، کیونکہ محبوبِ خدا ہو

اب تو بابِ جو دوا ہو، ہاں جواب اس کا عطا ہو

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

جان کر کافی سہارا، لے لیا ہے در تمہارا
خلق کے وارث خدارا، لو سلام اب تو ہمارا

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

عاشق مائل کی سن لو، بانی محفل کی سن لو
سامعین کے دل کی سن لو، اکبر بسمل کی سن لو

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

از طفیل غوث الاعظم، بادشاہِ ہر دو عالم
صدقہ امامِ اعظم، دور ہوں سبھی کے رنج و غم

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

واسطہ مشکل کشاء کا، صدقہ خیر النساء کا

اور شہید کربلا کا، غم نہ ہو روزِ جزا کا

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

سید و سرور محمدؐ نور جاں

بہتر و مہتر شفیع مجرماں

بہترین و مہترین انبیاء

جُز محمدؐ نیست در ارض و سما

کاشانہ مختاریہ انوریہ روفیہ شکوریہ قادریہ

417/416 طارق بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور

فون:5836916